بلڈ بینک کے قیام کی شرعی حیثیت

مولانا محمد ناصر حسین مصباحی

مسلمانوں کا بلڈ بینک قائم کرنا اور اس میں اپنے خون جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں علما کے درج ذیل دو موقف ہیں۔

پہلا موقف جواز کا ہے:

اور وہ یہ ہے کہ عمومی حاجت یا ضرورت یا اس کے غلبہ ظن کے پیش نظر آج کے زمانے میں مسلمانوں کا بلڈ بینک قائم کرنا اور اس میں اپنے خون جمع کرنا جائز ہے۔

یہ موقف اکثر علماء کا ہے۔ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

ا۔جس طرح خون کی حرمت ونجاست قطعی ہے یوں ہی شراب کی نجاست وحرمت بھی قطعی ہے،لیکن اس کے باوجود فقہائے کرام نے سرکہ بنانے کی غرض سے شراب کا احراز وامساک جائز قرار دیا:

البریقۃ شرح الطریقۃ للعلامۃ القونوی میں ہے:

’’لاباس بامساک الخمر للتخلیل ،،.(ص۱۲۷)

فتاوی عالمگیری اور فتاوی خانیہ میں ہے:

’’لو امسک الخمر للتخلیل جاز ولاياثم ،،.(عالمگیری ۴/۱۲۰؟خانیہ ۴/۳۷۸)

بلکہ اس غرض کے لیے شراب بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔فقیہ ابو اللیث کی عیون المسائل میں ہے:

لاباس ان یتخذہ خمرا اذا کان یرید ان یتخذہ خلا ،،(ص ۱۷۹)

جب سرکہ جیسی ایک جائز اور غیر ضروری چیز بنانے کی غرض سے شراب جیسی شدید الوعید واجب الاجتناب اور ناپاک وحرام شے کا احراز وامساک جائز ٹھہرا تو ایک ضرورت مندخوں کی کمی کے شکار جاں بلب مریض کی جان بچانے کے لیے خون کا جمع واحراز بدرجہ اولی جائز ہونا چاہیے،پھر جس طرح گھر میں رکھی ہوئی شراب سرکہ میں تبدیل ہوکر حلال ہوجاتی ہے یوں ہی بلڈ بینک میں جمع شدہ خون بوقت ضرورت مریض مضطر کے حق میں حلال ہوجاتا ہے۔لہذا ضرورت مند مسلمان کی جان بچانے کے لیے بلڈ بینک میں خون جمع کرنا جائز ہونا چاہیے،لان

الامور بمقاصدها وللوسائل حکم المقاصد.(مقالہ مولانا مفتی ابراراحمد اعظمی ص:۲،۱)

جواز کے قائلین میں سے بعض حضرات نے ضرورت وحاجت سے بعض نے مشہور قاعدہ فقہیہ ''الامور بمقاصدها،، سے اور بہت سے قلم کاروں نے سرکہ بنانے کے لیے شراب رکھنے کے جواز سے استدلال کرتے ہوئے بلڈ بینک کا جواز ثابت کیا ہے۔

بعض نے موچی کے لیے ''خنزیر کے بال اسٹاک رکھنے کے جواز،، کو جواز بینک کے لیے بطور نظیر پیش کیا ہے۔

۲۔ابوداؤدشریف میں ہے:عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال،قال رسول الله ﷺ:من احتجم لسبع عشرة وتسع عشرة واحدی وعشرین کان شفاء من کل داء.

ترمذی شریف میں ہے:عن انس رضی الله تعالی عنه ان رسول الله ﷺ کان یحتجم فی الاخدعین والکاهل،وکان یحتجم لسبع عشرة وتسع عشرة واحدی وعشرین.

اسی میں ہے:قال رسول الله ﷺ نعم العبد الحجام،یذهب بالدم،یخف الصلب،ویجلو عن البصر،وان خیر ماتحتجمون فیه یوم سبع عشرة ویوم تسع عشرة ویوم احدی وعشرین. (عمدة القاری ج:۲۱،ص۲۴۰،شرح باب ای ساعة تحتجم)

مشکوة شریف میں ہے:عن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه قال:حدث رسول الله ﷺ عن لیلة اسری به انه لم یمر علی ملاء من الملائکة الا امروه ان مر امتک بالحجامة. رواة الترمذی وابن ماجه.

اس حدیث کے تحت شیخ محدث عبدالحق تحریر فرماتے ہیں:''ظاہر آں است کہ مراد بحجامت خون کشیدن است شامل فصد وغیرہ،چناں کہ در حدیث'الشفاء فی ثلاث :شرطة محجم......،،معلوم شد۔وبعضے شراح آں را مقابل فصد داشتہ وگفتہ کہ سببِ فضیلتِ حجامت آں است کہ حجامت خون را از نواحی جلد استخراج می کند۔ومجموع اطباء قائل اندبآں کہ در بلاد گرحجامت افضل است از فصد،زیرا کہ خون ایشاں رقیق است وپختہ،وبرسطح بدن می آید،وبحجامت بیروں آید نہ بفصد۔وفصد اعماق بدن را نافع است وبلاد باردہ مناسب،وماناکہ بہ''امت،،عرب مراد داشتہ اند کہ دراں وقت موجود از امت ایشاں بودند یا مراد از''امتک،،قوم مک داشتہ۔وطیبی گفتہ کہ وجہ درمبالغہ ملائکہ درحجامت (وراے آں چہ مشہور است درو ے از منافع بدنی) آں است کہ خون اصل قوا ے حیوانیہ است،وقتیکہ کمتر شود در بدن،سست خواہد شد قوا ے نفسانیہ کہ مانع است از مکاشفات

غیبیہ،،انتہی ۔وایں وجہ افادہ نفع اخراج دم کند مطلقا۔اما آں چہ اول گفتیم افادہ بیان نفع حجامت کند بخصوصہا،فافہم ۔(اشعۃ اللمعات ج۳،ص ۶۰۸،۶۰۹)

مذکورہ بالاں اقتباسوں سے ظاہر ہے کہ بطور علاج یوں ہی کسی نفع متوقع کے پیش نظر حجامت اور فصد جائز ہے۔بلکہ فتاوی ہندیہ میں ہے :تستحب الحجامة لکل واحد.(ج۵،ص۳۵۵)

نیز اسی میں ہے:الحجامة بعد نصف الشهر یوم السبت حسن نافع جدا،،(ایضا)

اور ظاہر ہے کہ یہ عمل خون نکلوانے کی شکل میں ہوتا ہے۔اور جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے افادہ فرمایا کہ اس سے روحانی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں،لہذا خون نکلوانے کا جواز شرعا ثابت ہے۔

اب رہ گئی بلڈ بینک میں محفوظ رکھنے کی بات تو یہ بھی جائز ہے،اس لیے کہ خون چڑھانے کی کچھ جائز صورتیں بھی ہیں،لہذا ان جائز صورتوں میں استعمال کے لیے خون بینک میں محفوظ رکھنا بھی جائز ہونا چاہیے۔اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے،کہ جلانے کے لیے اپلے کو محفوظ رکھنا جائز ہے۔یوں ہی بعض مشائخ کے نزدیک سرکہ بنانے کے لیے شراب اٹھانا اور محفوظ رکھنا بھی جائز ہے،جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے۔(مقالہ مولانا نظام الدین قادری مصباحی۔جمد اشاہی)

۳۔تخفیف احکام کے لیے ضرورت یا حاجت کا ''فی الحال تحقق،،ضروری نہیں بلکہ ''آئندہ زمانے میں تحقق،،کا ظن غالب بھی تخفیف احکام میں شرعا مؤثر ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:''ومنها المرض ،المریض اذا خاف علی نفسه التلف،او ذهاب عضو یفطر بالاجماع وان خاف زیادة العلة فکذلک عندنا وعلیه القضا اذا افطر کذافی المحیط،، ۵۱.(الفتاوی الهندیه،الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار)

ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں نہ تو مریض کی جان گئی ہے اور نہ ہی اس کا عضو تلف ہوا ہے،ہاں آئندہ زمانے میں جان جانے یا عضو تلف ہو جانے کا گمان غالب ہے،لہذا یہاں شریعت مطہرہ نے آئندہ زمانے میں پیش آنے والی ضرورت کے گمان غالب کا لحاظ کرتے ہوئے افطار کی اجازت دی۔

شرح وقایہ میں ہے:''اولمرض......اوعطش،ای ان استعمل خاف العطش،اوابیح الماء للشرب حتی اذا وجد المسافر فی جب معدللشرب جازله التیمم،،.

اس کے تحت عمدۃ الرعایہ میں ہے:اشاربه الی انه لیس المبیح وجود العطش فقط،بل اذاخاف

العطش ان توضا بالماء يجوزله التيمم سواء عرض له العطش ام لا،سواء خافه على نفسه او على رفيقه ،اعم من ان يكون مخالطاله،او آخر ممن معه في القافلة،او على كلبه او كلب رفيقه اذا كان مباح الاقتناء ككلب الصيد .كذا في الدر المختار .(عمدة الرعاية باب التيمم ص ٨٨،مجلس البركات)

درج بالا عبارت میں صراحت ہے کہ اباحت تیمّم کے لیے فی الحال پیاس کا وجود ضروری نہیں ہے بلکہ مستقبل میں پیاس کا خوف ہو پھر بھی ابھی سے تیمّم کی اجازت ہوگی۔یعنی پیاس جو اباحت تیمّم کا سبب ہے،فی الحال موجود نہیں ہے، بلکہ آئندہ اس کے پیش آنے کا گمان غالب ہے،اسی مظنون پیاس کے خوف کا لحاظ کرتے ہوئے،تیمّم کو جائز قرار دیا گیا۔

فتاوی قاضی خاں میں ہے:''رجل يخاف ان لم يفطر يزداد عينه اوجاء شدة كان له ان يفطر وكذاالحامل والمرضع اذا خافت على نفسها اوولدها وكذاالامة اذا ضعفت ابتلع عن الطبخ اوالخبز وغسل الثياب ونحوذلك ان صارت بحال خافت على نفسها فافطرت فعليها القضاء دون الكفارة.''اھ.(الفصل الثالث فى العذر الذى يبيح فى الافطار فى الاحكام المتعلقةبه ص ٢٠٣،ج ١)

بلڈ بینک میں خون جمع کرنے کی فی الحال اگرچہ ضرورت یا حاجت متحقق نہیں ہے،لیکن آئندہ زمانے میں اس کے تحقق کا غالب گمان ہے،اور شریعت میں غالب گمان کو ملحق بہ یقین تسلیم کیا گیا ہے، چناں چہ الاشباہ میں ہے:

''وغالب الظن عندهم ملحق باليقين وهو الذى يبتنى عليه الاحكام......صرحوا فى نواقض الوضوبان الغالب كالمتحقق ،وصرحوا فى الطلاق اذاظن الوقوع لم يقع ،واذاغلب على ظنه وقع،اھ.(الاشباه والنظائر ،القاعدة:اليقين لايزول بالشك؟ص :٦٣،دارالكتب العلمية ،بيروت)

لہذا حادثات کی کثرت ،بیماریوں کے عام ہونے اور علاج کے لیے جسم میں خون چڑھانے کی ضرورت کے ظن غالب کے سبب امت مسلمہ کو حرج ومشقت سے بچانے کے لیے بلڈ بینک کا قیام اور پہلے ہی سے بلڈ بینک میں خون جمع کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔(مقالہ مفتی انفاس الحسن چشتی ص ۳،۴،۵)

۴۔چوتھی دلیل بلڈ بینک کی حاجت یا ضرورت شرعیہ کا تحقق ہے۔

اس موقف کے ہمنواؤں نے تحقق حاجت یا تحقق ضرورت کی الگ الگ ملتی جلتی تعبیرات اختیار کی ہیں، اختصار اور جامعیت کے پیش نظر ہم مولانا نفیس احمد مصباحی کے مقالے سے چند اقتباسات درج کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

کچھ شرطوں کے ساتھ بلڈ بینک قائم کرنے کی اجازت ہونی چاہیے، وہ شرطیں یہ ہیں:

(۱) وہ اسپتال مسلمانوں کا ہو اور اس میں عموماً مسلم مریض آتے ہوں۔

(۲) وہ اسپتال بڑا ہو جہاں کثرت سے مریض ایڈمیٹ ہوتے ہوں۔

پہلی شرط: اس لیے ہے کہ جہاں ہماری شریعت نے دوسرے شخص کی ضرورت یا حاجت کو معتبر مانا ہے وہاں اس شخص کے مسلم ہونے کی صراحت ہے۔ جیسا کہ رسالہ ''جلی النص فی اماکن الرخص،، میں ہے:

''پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی، دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا ہے، مثلاً: (۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے تو لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالاں کہ ابطال عمل حرام تھا۔ قال اللہ تعالیٰ: لاتبطلوا اعمالکم ۔ (۲) نماز کا وقت تنگ ہے، ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا تو بچائے اور نماز قضا کرے، اگر چہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔ (۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ (دائی) اگر نماز میں مشغول ہو بچے کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے۔ (۴) نماز پڑھ رہا ہے اور اندھا کنویں کے قریب پہنچا، اگر یہ نہ بتائے وہ کنویں میں گر جائے، نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔،، (جلی النص فی اماکن الرخص، فتاوی رضویہ، جلد دہم نصف آخر، ص: ۲۰۰)

اور دوسری شرط اس لیے ہے کہ خون عموماً دو ہفتے سے تین ہفتے تک محفوظ رہتا ہے، اس کے بعد وہ خراب ہو جاتا ہے، اور بڑے اسپتالوں میں جہاں کثرت سے مریض ایڈمیٹ ہوتے ہیں، وہاں عموماً اتنے دنوں تک کوئی خون بچ نہیں پاتا، بلکہ اس میعاد سے پہلے ہی خون استعمال میں آجاتا ہے، اسی طرح سے انسان کا یہ قیمتی جوہر حیات ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔

جواز کی وجہ یہ ہے کہ ایسے اسپتالوں میں انسانی جان بچانے یا اسے مشقت اور پریشانی سے نجات دلانے کے لیے تقریباً ہر حال میں اور ہر وقت ایک عمومی حاجت پائی جاتی ہے۔ اگر پہلے سے خون موجود نہ رہے تو کتنے مریض بروقت خون نہ ملنے کی وجہ سے دم توڑ دیں گے، یا سخت مشقت سے دوچار ہوں گے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے تو کسی انسان سے لیا ہوا خون اپنے تمام اجزا کے ساتھ مکمل طور پر دوسرے

انسان کے بدن میں چڑھا دیا جاتا تھا، اور اب جدید تحقیق کے مطابق اس کے اجزا الگ کر کے علاحدہ علاحدہ پیکٹ میں محفوظ کر لیے جاتے ہیں، اور جس مریض کو خون کے جس جز کی ضرورت ہوتی ہے، اسے وہی جز چڑھایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار اس لیے اختیار کیا گیا تا کہ ایک ہی خون سے کئی مریضوں کا بھلا ہو سکے اور ان اجزا کے الگ الگ ہو جانے سے طبی نقطہ نظر سے مریض کو کوئی ضرر اور نقصان نہیں ہوتا۔

اس زمانے میں خون لینے میں حد درجہ احتیاط سے کام لیے جاتا ہے، نہ ہر شخص سے خون لیا جاتا ہے نہ ہر طرح کا خون لیا جاتا ہے، بلکہ صرف صحت مند آدمی کا صحت مند خون ہی لیا جاتا ہے، اس لیے خون لینے سے پہلے اور اس کے بعد ان امور کا لحاظ کیا جاتا ہے جو طبی نقطہ نظر سے ضروری ہیں۔

یوں ہی خون لینے کے بعد اسے مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے:

(۱)۔ اس میں ایک خاص قسم کی دوا شامل کی جاتی ہے جو اسے جمنے سے بچائے اور سیال رکھے۔

(۲)۔ پھر اس کے اجزا کو الگ الگ کیا جاتا ہے اور جن اجزا کو محفوظ رکھنا ہوتا ہے، انھیں پیک کر دیا جاتا ہے۔

(۳)۔ مختلف انسانوں کے خون مختلف گروپ کے ہوتے ہیں، اس لیے اب جانچ کر کے یہ متعین کیا جاتا ہے کہ ملنے والا خون کس گروپ کا ہے۔

(۴)۔ اور جب یہ خون مریض کے بدن میں چڑھانا ہو تو اس میں اور مریض کے خون میں ''کراس میچ،، کرتے ہیں یعنی مریض اور معطی دونوں کا خون باہم ملا کر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوئی ری ایکشن تو نہیں ہو رہا ہے، اگر نتیجہ مثبت ہوتا ہے تو وہ خون مریض کے بدن میں چڑھایا جاتا ہے۔

ان تمام شرائط وقیود کا لحاظ کرتے ہوئے انسانی خون کی فراہمی کس درجہ مشکل ہے اس کا اندازہ درج ذیل تفصیلات سے لگائیے:

(الف) جس وقت خون کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت جلدی کوئی خون دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ کئی کئی آدمی مریض کی ہم دردی میں اس کے ساتھ موجود ہوتے ہیں، مگر عموما اس کی دکھ بھری زندگی میں کوئی اسے اپنے خون کا سہارا دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

(ب) اب خون بیچنے والے بھی کم ہی مل پاتے ہیں۔

(ج) اگر کوئی خون دینے یا بیچنے کے لیے تیار ہو بھی گیا تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ عمر خون دینے کی ہے یا نہیں؟

(د) خون اگر وافر مقدار میں موجود ہو تو اس کے خون کی جانچ کر کے یہ پتا لگایا جاتا ہے کہ اس میں

ایڈز، پیلیا، شوگر، ٹائیفائڈ، ملیریا، سفلس وغیرہ کوئی بیماری تو نہیں۔

(و) جب وہ خون ہر طرح کی بیماری سے پاک اور مقررہ طبی معیار پر پورا اترتا ہے تب اس کے گروپ کی جانچ کر کے دیکھا جاتا ہے کہ دونوں خون کا گروپ ایک ہی ہے یا مختلف۔

(ز) اگر گروپ بھی مل گیا تو اسے مختلف اجزا میں تقسیم کیا جاتا ہے اور مریض کو خون کے جس جز کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کے بدن میں چڑھا دیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ مریض خون کی کمی کی وجہ سے جاں بلب ہو، یا سخت کلفتوں اور مشقتوں سے دوچار ہو اس وقت ان امور کی پابندی کے ساتھ صالح خون کی فراہمی میں لمبی تاخیر مریض کے لیے بہت بڑا آزار ہے۔ خون کے حاجت مند مریض ایسے وقت بھی آجاتے ہیں جب ان کے خون کا گروپ نہیں ملتا، یا صحت بخش خون نہیں ملتا، اگر پہلے سے خون جمع نہ ہو تو ان کی جان جا سکتی ہے، یوں بھی بدن کا خون نظام قدرت کے مطابق روز ایک فی صد ختم ہوتا ہے، اور اس کی جگہ ایک فی صد بنتا بھی ہے۔ اس لیے بلڈ بینک قائم کر کے پہلے ہی سے صالح اور صحت مند خون کے پیکٹ محفوظ کرنا ایک عمومی حاجت ہے، تاکہ جب اس کے حاجت مند مریض آئیں تو فوراً انھیں مناسب طبی امداد فراہم کی جا سکے اور مشقت اور پریشانی سے نجات دلائی جا سکے۔

ان تفصیلات سے واضح ہو گیا کہ اس وقت بلڈ بینک قائم کرنا عوامی ضرورت اور عمومی حاجت کے درجے میں ہے، لیکن جن مقامات پر گورنمنٹ کی طرف سے یا غیر مسلم اور سیکولر رفاہی تنظیموں کی طرف سے بلڈ بینک قائم ہوں وہاں الگ سے مسلمانوں کا خاص مسلم بلڈ بینک قائم کرنا عمومی حاجت کے درجے میں نہیں آتا اس لیے ایسی جگہوں پر خالص مسلم بلڈ بینک قائم کرنے کا جواز محل نظر ہے۔ (مقالہ مولانا نفیس احمد مصباحی ص ۱،۲،۳)

مولانا نصر اللہ رضوی نے اور مولانا عبدالغفار اعظمی نے بھی علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی کی کتاب مستطاب ''انسانی خون سے علاج کا شرعی حکم،، کے حوالے سے قیام بینک کے لیے مذکورہ تمام شرائط اور فوائد و قیود بیان کیے ہیں۔

مذکورہ شرائط کے علاوہ بعض حضرات نے حکومت سے پرمیشن حاصل کرنا بھی جواز بینک کے لیے شرط قرار دیا ہے۔

بہت سے مقالہ نگاروں نے مذکورہ صورت کے علاوہ تحقق حاجت کی یہ صورتیں بھی لکھی ہیں کہ: حالات کشت و خون کے ہوں یا اسی طرح دوسرے حالات رونما ہو چکے ہوں، خواہ وہ بندوں کی جہت سے پیدا کیے گئے

ہوں یا سماوی طور پر رونما ہوگئے ہوں جیسے عام آتش زنی، شدید اولہ باری، فرقہ ورانہ تصادم یا گروہی مڈبھیڑ وغیرہ توان تمام حالات میں بھی بینک کا قیام مفید تر ثابت ہوگا۔ اوران تمام حالتوں میں تحقق حاجت میں کوئی شبہہ نہیں۔

بعض حضرات نے مذکورہ اسباب کے ساتھ اکسیڈنٹ یا سڑک حادثات کی کثرت، اور مشکل کی گھڑی میں بعض غیر مسلم ملکوں میں بلڈ بینکوں کی جانب سے مسلمانوں کے ساتھ متعصبانہ سلوک پایا ہے تو جہی کو بھی تحقق حاجت کے اسباب میں شمار کیا ہے۔

دوسرا موقف: عدم جواز کا ہے۔

یہ موقف چند علما کا ہے۔ اس پر درج ذیل طریقوں سے استدلال کیا گیا ہے:

ا۔ محظور شرعی کے مباح یا مرخص ہونے کے لیے ضرورت وحاجت کا بالفعل متحقق ہونا ضروری ہے، آئندہ متحقق ہونے والی ضرورت وحاجت کا کوئی اعتبار نہیں۔ مغنی ابن قدامہ میں ہے:

لكن الضرورة امر معتبر بوجود حقيقته لا يكتفى فيه بالمظنة ،بل متى وجدت الضرورة اباحت سواء وجدت المظنةام لم توجد ومتى انتفت لم يبح الاكل لوجود مظنتها بحال. (المغنی لابن قدامة ج٨،ص٥٩٨)

امام ابوبکر جصاص حنفی فرماتے ہیں:

قال تعالى :"الاما اضطررتم اليه ،،وقال :فمن اضطر غير باغ ولاعاد،،فعلق الاباحة بوجود الضرورة.(احكام القرآن ج١،ص١٦٠)(مقالہ مولانا رفیق عالم رضوی)

مفتی معراج القادری نے بھی مغنی کی مذکورہ عبارت سے عدم جواز پر استدلال فرمایا ہے۔

۲۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ خون کا ہبہ اور اس سے انتفاع حاجت یا ضرورت کے وقت جائز ہے، خواہ یہ ضرورت وحاجت انسان کو خود لاحق ہو یا کسی دوسرے مسلم بھائی کو، اور ضرورت یا حاجت سے پہلے ہبہ یا انتفاع ناجائز وحرام ہے۔ بلڈ بینک میں خون جمع کرنے کے وقت معطی کے حق میں ضرورت یا حاجت نہیں پائی جاتی۔ اور دوسرے مسلم بھائی کی حاجت وضرورت معطی کے حق میں اس وقت معتبر ہے جب کہ اس بھائی کی ضرورت کی تکمیل معطی پر موقوف ہو، جیسے دریا کے کنارے کوئی ڈوب رہا ہو اور وہاں متعدد افراد نماز میں مشغول ہوں، یا صرف ایک نماز

پڑھ رہا ہو اور باقی دوسرے کاموں میں ہوں تو تمام نمازیوں کا نیت توڑ دینا جائز نہیں ہے، بلکہ صرف ایک آدمی کے لیے یہ حکم ہوگا کہ وہ نیت توڑ کر بچائے ،اور دوسری صورت میں (جب کہ صرف ایک شخص مشغول نماز ہو) نمازی کے لیے نیت توڑنا جائز نہ ہوگا، اس لیے کہ بچانے کے لیے غیر نمازی موجود ہیں۔

یعنی ڈوبتے، جلتے، کچلتے یا موت وحیات کی کشمکش میں پھنسے کسی انسان کو بچانا موجود غیر موجود ہر کس وناکس پر ضروری نہیں بلکہ صرف اس پر لازم ہے جو موقع واردات پر موجود ہو۔

مسئلہ خون میں مریض کی ضرورت کی تکمیل معطی پر موقوف نہیں، اس لیے کہ طبی نقطہ نظر سے جب کسی مریض کو خون چڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے، تو مریض کے اعزہ واقارب خون کے حصول کی کوشش کرتے ہیں ،اگر کسی رشتہ دار کا خون صحیح وسالم اور چڑھانے کے لائق ہو اور وہ دینے پر راضی ہو تو اسی کا خون چڑھایا جاتا ہے، اس صورت میں مریض کی حاجت کی تکمیل اس کے رشتہ داروں پر ہے نہ کہ عام مسلمانوں پر۔اور یہ حاجت خاص کر مریض کے اس رشتہ دار کے حق میں ہوئی جس کا خون مریض کے لیے مفید ہو، اور اگر رشتہ دار میں سے کسی کا خون چڑھانے کے لائق نہ ہو تو بلڈ بینک یا دوسرے ذریعہ سے حاصل کر کے خون چڑھایا جاتا ہے، اس صورت میں حاجت اس مسلمان کے حق میں پائی جائے گی جس کا خون اس مریض کے لیے راحت جان بن سکے۔اس تفصیل سے ظاہر ہوا کہ بلڈ بینک میں خون جمع کرنے کی حاجت نہیں، لہذا خون دینا جائز نہیں، اور جب خون دینا جائز نہیں ہوا تو بلڈ بینک کے قیام کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔(ملخصاً، مقالہ مولانا محمد سلیمان مصباحی، سلطان پور)

اس مقام پر مولانا سلیمان صاحب نے یہ افادہ فرمایا ہے کہ:

روزانہ ایک فی صد خون ختم ہو جاتا ہے اور ایک فی صد بنتا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روزانہ ایک فی صد خون بے کار ہو جاتا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ روزانہ ایک فی صد خون جسم میں تحلیل ہو کر گوشت یا مادۂ منویہ وغیرہ میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور پھر اس کی جگہ نیا خون پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۔اگر بلڈ بینک قائم کرنا جائز قرار دیا جائے، تو کئی شرعی قباحتیں لازم آئیں گی، مثلا:

ا۔ضرورت یا حاجت کے وقت خون بقدر ضرورت ہی جائز ہے، اور جمع کرنے کے وقت مقدار ضرورت مجہول ہے۔

۲۔اطبا بلا تفریق مسلم وغیر مسلم سب کو خون چڑھادیں گے، حالاں کہ کسی مسلم کا خون کافر حربی کو چڑھانا جائز نہیں

،اور غیر مسلموں کو منع کرنے میں فتنہ وفساد کا قوی اندیشہ ہے۔
۳۔ قیمت لے کر بیچنا شروع کر دیں گے۔
۴۔ مستحق نہ ملنے کی صورت میں خون ضائع ہو جائے گا۔

ان قباحتوں سے بچنے کے لیے اگر یہ شرائط رکھی جائیں کہ بلڈ بینک مسلمانوں کا ہو،اس کے سارے اطبا اور عملہ متقی و پرہیز گار ہوں،تا کہ خیانت و بددیانتی نہ ہواور خون صرف مستحقین ہی کو چڑھایا جا سکے،تو اس طریقے پر عمل نہایت دشوار ہے،اس لیے کہ تقوی اور عدالت سے متصف اطبا نادر ہیں،لہذا ایسی صورت نکالنے سے کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ ہو سکے۔

(مقالہ مولانا سلیمان مصباحی ،ومقالہ مولانا رفیق عالم)

۳۔مولانا محمد ناظم علی رضوی مصباحی فرماتے ہیں: بلڈ بینک میں خون جمع کرنے کی ضرورت اس وقت متحقق ہوگی جب کہ وہاں کوئی ایسا ضرورت مند موجود ہو،کہ خون کے بغیر جس کا کام نہ چلے،لیکن وہاں کوئی ضرورت مند موجود نہ ہوصرف اس لیے جمع کر دیا جائے کہ ”داشتہ بکار آید،،کوئی نہ کوئی ضرورت مند آئے گا،میرے نزدیک درجہ ضرورت میں نہیں۔

معاملہ دراصل یہ ہے کہ خون انسان کے بدن کا ایک عظیم جز ہے جس میں لوگوں کی خیانتیں عام ہیں۔”حق بحق دار رسید،، کا صرف دعوی رہ گیا ہے، مستحق کو اس کا حق حاصل نہیں ہوتا،”مسلم بلڈ بینک،،قائم کرنے سے کام چلنے والا نہیں ہے نام مسلم کا ہے کام غیر مسلم کا ہو رہا ہے،ان بلڈ بینکوں میں کتنے دیانت دار،تعصب ونفسانیت اور ترجیحی سلوک سے پاک وصاف لوگ ہوں گے وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں،میں بوقت ضرورت خون دینے کا مخالف نہیں قبل از وقت دینے میں جو خیانت وبددیانتی اور ترجیح سلوک وغیرہ کو روا رکھا جائے گا اس کا سخت مخالف ہوں۔دعوے صرف زبان پر ہوتے ہیں اور اصول وضابطے صرف قید تحریر میں،ان پر عمل کس حد تک ہوتا ہے،یہ روز روشن سے بھی زیادہ عیاں ہے۔انھیں خیانتوں کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہمارے علمانے بیت المال قائم کرنے کی اجازت نہ دی جبکہ بیت المال وقت کی اہم ترین ضرورت ہے،کتنے مریض ایسے ہیں جو بستر علالت پر درد وکرب سے تڑپ رہے ہیں ان کے علاج اور بلڈ بینک تک آنے اور ان سے خون حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں وہ درد وکرب سے دم توڑ دیتے ہیں ہمارے پاس ایسا کون سا ادارہ ہے جو ان کی حاجت روائی کرے،صرف خون نہ ملنے ہی سے مریض دم نہیں توڑتا ہے بلڈ بینک میں خون موجود ہے لیکن وہاں تک پہنچنے اور پہنچنے کے

بعد خون حاصل کرنے اور خون حاصل کر لینے کے بعد علاج کرانے کا ذریعہ نہیں ہوتا جس کے سبب مریض رخصت ہو جاتا ہے، بلڈ بینک میں خون ہوتا ہے مگر خطیر رقم لینے کے لیے حیلہ سازی ہوتی ہے۔اس لیے میرے نزدیک ضرورت بوقت ضرورت ہے قبل ضرورت نہیں۔ (مقالہ مولانا ناظم علی رضوی مصباحی)

۵۔ بلڈ بینک کے قیام کی شرعی ضرورت متحقق نہیں ہے اس لیے کہ خون کے مریضوں کے لیے غیر مسلموں کے قائم کردہ بلڈ بینک سے خون کا حصول متعذر نہیں ہے۔ نیز مریض کے احباب یا رشتہ داروں میں سے کوئی خون دے دے تو مریضوں کو جس گروپ کے خون کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہاسپٹل کے ذمہ داران فراہم کر دیتے ہیں۔ (اور اس صورت میں جانچ کے طویل مراحل در پیش ہی نہیں ہوتے اس لیے کہ مریض کا رشتہ دار جو خون دیتا ہے، بعینہ وہی خون مریض کے بدن میں نہیں چڑھایا جاتا، اس کو تو بلڈ بینک میں دے دیا جاتا ہے، ہاں! اس کے عوض میں مفید وصالح خون کا وہ مناسب جز فراہم کر دیا جاتا ہے جو پہلے ہی سے جانچ کر کے بلڈ بینک میں محفوظ ہوتا ہے، لہذا اسے چڑھا دیا جاتا ہے)

پھر خون کی خرید وفروخت کا راستہ بھی بند نہیں ہوا ہے، بہت سے لوگ ایسے مل جاتے ہیں جو رضا کارانہ طور پر خون دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، جب یہ سارے راستے باقی ہیں اور محظور شرعی کا ارتکاب کیے بغیر مریض کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے، تو ضرورت کا تحقق نہ ہوا، لہذا بلڈ بینک کا قیام جائز نہ ہوگا۔ بہت سارے مریضوں کے گردے فیل ہو جاتے ہیں، اگر کوئی انسان اپنا ایک گردہ دے دے تو اس کی زندگی کو کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوتا۔ ایک گردے سے بھی نارمل زندگی گزاری جا سکتی ہے، تو کیا مستقبل میں طبی ضرورت کے پیش نظر اس کی بھی اجازت دی جائے گی کہ ''کڈنی بینک،، قائم کر لیا جائے اور جن افراد کو اس کی سخت ضرورت درپیش ہو ان کو فراہم کر دی جائے؟۔ (مقالہ مفتی محمود احمد برکاتی)

ان حضرات پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اگر مسلمانوں کا بلڈ بینک قائم کرنا شرعا ناجائز وحرام ہے تو پھر ضرورت مند مریضوں کو بوقت حاجت صالح خون کیسے دستیاب ہوگا۔

اس کے جواب میں ان حضرات نے بلڈ بینک کا ایک متبادل طریقہ تحریر فرمایا کہ: ایک تنظیم یا ایسا امانتدار، ادارہ قائم کیا جائے جہاں سے خون دینے والوں کا رابطہ قائم رہے، ان کے خون کا گروپ اور ضروری تفصیلات نام، پتا، فون نمبر وغیرہ کسی رجسٹر میں درج ہوں، اور انھیں بتا دیا جائے کہ وقت ضرورت آپ سے خون لینے کے لیے آپ کو بلایا جا سکتا ہے، جب خون کی ضرورت پیش آئے تو عطیہ کنندگان سے رابطہ کر کے ان کا صالح خون

☆ کل ما اصابک فاجرہ علی اللہ، من السم والغم، والحزن والجوع والفقر والمرض والدین والمصائب۔ ☆

لے لیا جائے اور مریض کوخون کے جس جز کی حاجت ہووہ مریض کے بدن میں چڑھادیا جائے اور بقیہ اجزا الگ الگ پیکٹ میں محفوظ کرلیے جائیں تاکہ وہ دوسرے مریض کے کام آسکیں، اس صورت میں حاجت مند مریض کی طبی ضرورت بھی پوری ہوجائے گی اور منہیات شرعیہ کا ارتکاب بھی لازم نہیں آئے گا۔

یہ تھا اس موضوع سے متعلق مقالات،نظریات اور دلائل کا خلاصہ، اب اس کی روشنی میں درج ذیل امور کی تنقیح مطلوب ہے تاکہ مسئلے کے حل تک رسائی آسان ہو۔

تنقیح طلب امور

(۱) کیا محظور شرعی کے مباح یا مرخص ہونے کے لیے حاجت یا ضرورت کا فی الحال تحقق ضروری ہے؟

(۲) کیا تخفیف احکام کے لیے ضرورت یا حاجت کے تحقق کا ظن غالب کافی ہوگا؟

(۳) کیا آج کے زمانے میں بلڈ بینک قائم کرنے کی شرعی حاجت یا ضرورت متحقق ہے؟

(۴) کیا محض کسی فائدے کے پیش نظر بدن سے خون نکلوانا جائز ہے؟

(۵) موجودہ دور میں مسلمانوں کا بلڈ بینک قائم کرنا اور اس میں اپنے خون جمع کرنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟......

☆☆☆☆☆☆☆☆

دینی مدارس کے درجہ عالمیہ سے
فراغت پانے والے طلبہ کی توجہ کے لئے

آپ نے درجہ عالمیہ کے امتحان کے لئے ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہوگا، اگر وہ کسی فقہی معاملہ پر ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ شائع ہو اور لوگ اس سے استفادہ کریں، تو آپ اپنے مقالہ کی کاپی ہمیں ارسال فرمائیں...... اگر مقالہ تحقیقی اعتبار سے معیاری ہوا تو ہم اسے شائع کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں............... اور اگر آپ ہمیں اس کی سی ڈی بھجوادیں تو آپ نے کمپوزنگ وغیرہ پر جو رقم صرف کی ہو وہ بھی ہم ادا کردیں گے......